دجال کا مقام

اب اہم اصل سوال کی طرف لوٹتے ہیں۔ دجال اکبر کہاں ہے؟ کس جگہ روپوش ہے؟ اگر اسی زمین پر ہے جس کا چپہ چپہ چھان مارا جاچکا ہے، جس کا ذرّہ ذرّہ سیٹلائٹ کی نگرانی میں ہے، تو اس کا انکشاف کیوں نہیں ہوتا؟ اس تک پہنچا کیوں نہیں جاسکتا؟

یہودی علماء (احبار و رہبان) ''دجال اکبر'' کے موجودہ مسکن کے حوالے سے نہایت تضاد بیانی کا شکار ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ دجال اکبر ''قن'' یا ''قنم'' میں ہے۔ ''قنم'' کے معنی کبھی چڑیا کا گھونسلہ کرتے ہیں۔ کبھی لکڑی کا تابوت اور کبھی پہاڑ کا غار۔ کبھی اس کا قید خانہ، ماوراء الارض طبقات میں بتاتے ہیں، کبھی زمین کے قریب سیاروں میں، کبھی خلا کے نامعلوم مقام میں...... اسے وہ ''جبل'' یا ''زبَل'' کہتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ مسیح الدجال کی موجودہ رہائش گاہ ہے۔ جہاں ان کا نجات دہندہ اس وقت رہتا ہے۔ یہی رہائش گاہ اس کے ظہور کے وقت روئے ارض پر آکر یروشلم میں قائم ہوجائے گی۔ یہود کے بددیانت علمائے سوء کے مطابق اصل ہیکل اور قربان گاہ بھی وہیں ہے جہاں المسیح الدجال روپوش ہے۔ مسیح کا آنا دراصل اس ہیکل اور روئے زمین پر قائم کرنے کے لیے ہوگا۔ یہ سب اپنی جہالت پر پردہ ڈالنے کی کوشش اور ٹامک ٹوئیاں ہیں۔ سچی بات وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی ہے کہ وہ اسی زمین پر ہے۔ مشرق کی جانب میں ہے۔ ایک جزیرے میں ہے۔ فرشتوں کی قید میں ہے اور وقت سے پہلے ساری دنیا کے سیٹلائٹ مل کر اسے تلاش کرسکتے ہیں نہ پوری دنیا کے یہودی مل کر اسے چھڑوا سکتے ہیں۔

یہ بات مکمل طور پر صحیح نہیں کہ سیٹلائٹ کے ذریعے زمین کے چپے چپے کو چھان مارا گیا ہے اور خشکی و سمندر کی مکمل سکیننگ ہوچکی ہے۔ ابھی حال ہی میں خبر آئی تھی کہ برازیل کے جنگلوں میں ایسے وحشی قبیلے کا انکشاف ہوا ہے جہاں جدید دور کے انسان کے قدم آج تک نہیں پہنچے۔ لہٰذا یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ دنیا میں اب بھی بہت دشوار گزار جگہیں ہیں جہاں ''نادیدہ آنکھ'' اب تک نہیں پہنچ سکی۔

ابلیسی سمندر اور شیطانی تکون:

حدیث شریف میں آتا ہے:

(یہ واقعہ سنانے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصا منبر پر مار کر فرمایا: ''یہ ہے طیبہ۔ یہ ہے طیبہ [یعنی مدینہ منورہ]۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم کو یہی بتایا کرتا تھا۔ جان لو کہ دجال شام کے سمندر (بحیرۂ روم) میں ہے یا یمن کے سمندر (بحر عرب) میں ہے۔ نہیں! وہ مشرق میں ہے! مشرق میں ہے! اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔'' (صحیح مسلم: حدیث 7208)

اب جزیرۃ العرب سے مشرق کی جانب دیکھا جائے تو دو جگہیں ایسی ہیں جنہیں مغرب کے عیسائیوں کے ہاں بھی ''شیطانی سمندر''، ''شیطانی جزیرے'' یا ''جہنم کا دروازہ'' کہا جاتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ دونوں کا آخری سرا امریکا سے جاملتا ہے۔

(1) مشرق بعید میں بحرالکاہل کے ویران اور غیر آباد جزائر آتے ہیں...... ان کے اردگرد کے گہرے اور خوفناک پانیوں کا نام ہی ''شیطانی سمندر'' (Devils Sea) ہے۔ یہ جنوب مشرقی جاپان، آیوجیاتی یونین اور جزائر ماریانہ کے قریب ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہاں کوئی بھی اسلامی ملک نہیں پھر اسے ''شیطانی سمندر'' کا عالمی نام کس نے

دجال کا مقام

دیا؟مسلمان ایسی نکتہ طرازی کریں تو سمجھ میں آتی ہے،غیر مسلموں نے اسے کیوں ابلیسی ٹھکانہ قرار دیا؟

یہاں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ مشرق کی جانب واقع سمندر میں امریکا کی ایک سمندری ریاست بھی موجود ہے۔امریکا کی پچاس ریاستیں ہیں جب کہ اس کے پرچم پر موجود پچاس ستاروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ان میں سے اڑتالیس تو اکٹھی ہیں۔دو ذرا فاصلے سے ہیں:

(ا)الاسکا۔اس کے اور امریکا کے بیچ میں کینیڈا حائل ہے۔یہ 1867ء تک روس کے پاس تھی۔اس کے اور روس کے بیچ میں صرف درۂ بیرنگ نامی تنگ سمندری گذر گاہ ہے۔جو 170 ڈگری شمالاً جنوباً پر واقع ہے۔جغرافیائی اعتبار سے یہ شمالی امریکا کی حدود میں آتی تھی اور امریکی برآعظم میں ایشیائی روس کی موجودگی امریکیوں کو نہایت کھلتی تھی۔

امریکا کے سترہویں صدر اینڈریو جانسن کی زندگی میں سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ انہوں نے 18 اکتوبر 1867ء کو الاسکا کا 5 لاکھ 86 ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا برفستان زارِروس الیگزینڈر روم (1855ء-1881ء) سے سات ملین ڈالر کی مالیت کے برابر ہونے کے بدلے خرید کر امریکی وجود کو روسی داغ سے پاک کر لیا۔اس طرح الاسکا اپنے وسیع رقبے اور قیمتی معدنیات کے ساتھ انچاسویں ریاست کی حیثیت سے شرف بہ امریکا ہوا۔

(۲)جزیرۂ ہوائی جس کا صدر مقام ''ہونولو'' ہے۔اس کا رقبہ گیارہ ہزار مربع میل ہے۔یہ 1898ء میں پچاسویں ریاست کے طور امریکا میں شامل ہوا۔بحرالکاہل کے بیچ میں ہے اور بحرالکاہل وہی سمندر ہے جس کا ایک مقام ''ماریانہ ٹرینچ'' دنیا کی گہری ترین جگہ ہے،جس کی تہہ میں خوفناک آتش فشاں ہیں،جس میں زیر آب زلزلے آتے رہتے ہیں.....اور.......جس کا ایک حصہ ''شیطانی سمندر'' کے نام سے مشہور ہے۔

(2)اور پھر.......بحرالکاہل کے پار امریکا ہے۔امریکا کے قریب سمندر میں ایسا تکونی خطہ ہے جس کے متعلق عجیب وغریب قصے کہانیاں مشہور ہیں۔ان میں حقیقت کم اور افسانہ زیادہ ہے۔حقیقت اتنی ہے کہ یہ ''شیطانی تکون'' ہے۔''تکون'' سے آپ کے ذہن میں کیا بات آتی ہے۔تکون کہاں استعال ہوتی ہے؟کس فرقے کا مخصوص نشان ہے؟

کس ملک کے نوٹ پر اہرام نما تکون چھپی ہوئی ہے؟''برمودا ٹرائی اینگل'' آج کی ترقی یافتہ سائنس کے لیے بھی ایک معمّہ ہے۔جدید ترین طیاروں اور بحری جہازوں کے آلات اس خطے میں داخل ہوتے ہی بے کار ہو جاتے ہیں۔قریب پہنچتے ہی متاثر ہونے لگتے ہیں۔اس کے اندر اللہ پاک کسی کو اپنی قدرت سے لے جائے تا کہ وہ دنیا والوں کو آگاہ کر سکے تو اس کی خصوصیت ہے۔عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔زمین چونکہ گول ہے اس لیے اگر دجال کے مقام کو مبہم رکھنے کے لیے مشرق کی طرف اشارہ کیا جائے جو کہ آگے جا کر بہرحال (زمین کے گول ہونے کی وجہ سے) مغرب تک پہنچے گا تو یہ درج بالا حدیث شریف کی ایک ممکنہ تاویل ہو سکتی ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔ اس سے زیادہ قوی تاویل وہ ہے جو ایک مصری محقق عیسیٰ داؤد نے اپنی کتاب ''مثلّث برمودا'' میں کی ہے کہ پہلے دجال بحرالکاہل کے ان ویران جزائر میں قید تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اسے بیڑیوں سے تو رہائی مل گئی۔وہ زنجیروں سے آزاد ہو گیا ہے اور اپنے خروج کی راہ ہموار کر رہا ہے،لیکن اسے ابھی خروج کی اجازت نہیں ملی لہٰذا

دجال کا مقام

وہ ''شیطانی سمندر'' سے ''شیطانی تکون'' تک رابطے میں ہے جس کے قریب شیطانی تہذیب پروان چڑھ کر نکتۂ عروج کو پہنچنے ہی والی ہے۔

بحر شیطان سے مثلّث شیطان تک: بحرالکاہل کے شیطانی سمندر اور بحراوقیانوس کی ''شیطانی تکون'' میں کئی خصوصیات کے اعتبار سے مماثلت پائی جاتی ہے جو یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ ان دونوں میں کوئی ایسا تعلق ضرور ہے جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہے اور یہ تعلق لازماً شیطانی ہے، رحمانی یا انسانی نہیں۔ مثلاً:

(1) دنیا میں یہ دونوں ایسی جگہیں ہیں جہاں قطب نما کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ دونوں میں متعدد ہوائی اور بحری جہاز غائب ہو چکے ہیں۔ بحرِ شیطان میں کم اور مثلث شیطان (برمودا) میں زیادہ۔ انتہائی تعجب خیز بات یہ ہے کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان ایسے جہازوں کو سفر کرتے دیکھا گیا ہے جو بہت پہلے غائب ہو چکے تھے۔

(2) دونوں کے اندر ایسی مقناطیسی کشش یا برقی لہریں یا لیزر شعاعیں قسم کی چیز موجود ہے جو ہماری بجلی سے ہزار گنا طاقتور ہے۔ یہ انتہائی طاقتور لہریں ہوائی یا بحری جہازوں کو توڑ مروڑ کر نگل کر ان کا نام ونشان مٹا دیتی ہیں۔

(3) دونوں کے درمیان اُڑن طشتریاں اُڑتی دیکھی گئی ہیں جنہیں امریکی میڈیا کی مخصوص ''نادیدہ طاقتیں'' خلائی مخلوق کی سواری قرار دیتی ہیں جبکہ وہ دجال کی تیز رفتار سواری بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے: ''دجال کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا اور اس گدھے کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا اور وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر سمندر میں ایسے گھس جائے گا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹی نالی میں گھس جاتے ہو۔'' (کتاب الفتن، نعیم بن حماد۔ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تین دن کی مسافت ایک قدم پر تقسیم کی جائے تو تقریباً 82 کلومیٹر فی سیکنڈ بنتے ہیں۔ اُڑن طشتریاں جہاں انتہائی تیز رفتار ہوتی ہیں وہاں وہ فضا کی طرح سمندر کی گہرائی میں بھی گھس کر سفر کر لیتی ہیں نیز اپنا حجم چھوٹا یا بڑا کرنے اور فضا میں ٹھہر جانے یا زمین میں کہیں بھی اُتر جانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ امریکا کا یہودی میڈیا ان کے متعلق سامنے آنے والے حقائق چھپاتا رہتا ہے۔ کچھ ماہرین نے انہیں منظر عام پر لانے کی کوشش کی تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ یہ موضوع تفصیل چاہتا ہے۔ اس پر ان شاء اللہ الگ سے لکھا جائے گا۔

(4) دونوں جگہوں کو خواص وعوام قدیم زمانے سے شیطان کی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہاں ایسی قوتوں کی کارستانیوں کے قائل ہیں جو انسانیت کی ہمدرد نہیں، خوفناک، پُراسرار اور جان لیوا ہیں...... لیکن ان کے گرد اسرار کے ایسے پردے آویزاں کر دیے گئے ہیں کہ بال کی کھال اُتارنے والے مغربی میڈیا اور چیونٹی کے بلوں میں گھیرے فٹ کر کے ان کی طرزِ زندگی پر تحقیق کرنے والے مغربی سائنس دان مہر بہ لب ہیں بلکہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان سفر کرتی نظر آنے والی اُڑن طشتریوں کی حقیقت تک پہنچنے والے دو سائنس دانوں ڈاکٹر موریس صبوب اور ڈاکٹر جیمس ای میکڈونلڈ کو ہلاک کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت کو خودکشی کا نام دے کر اس راز کو دنیا سے چھپانے اور دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دجال کی قیدگاہ کے بارے میں تین جگہوں کا نام لیا۔ دو کی نفی کی اور ایک کی تائید کی کہ دجال وہاں مقید ہے۔ ان تینوں میں سمندر کا نام آتا

دجال کا مقام

ہے۔اس کی تشریح ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ’’ابلیس اپنا تخت سمندر پر لگاتا ہے۔لوگوں کو فتنے میں ڈالنے کے لیے اپنا لشکر روانہ کرتا ہے۔جو اس کے لشکر میں سب سے زیادہ فتنہ پرور ہوتا ہے وہ ابلیس کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔‘‘مسلم شریف کے شارح علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابلیس کا مرکز ہے یعنی ابلیس کا مرکز سمندر میں ہے۔

اس سے ہمیں دجال کے مقام کو سمجھنے میں کچھ مدد ملتی ہے۔وہ اس طرح کہ دجال ابلیس کے ترکش کا سب سے کارآمد اور زہر میں بجھا ہوا تیر ہے۔اللہ کی سچی خدائی کے مقابلے میں جھوٹی خدائی قائم کرنے کے لیے ابلیس کا سب سے اہم ہتھیار اور کارآمد حربہ جال ہے۔ان دونوں کی باہمی ملاقات اور شیطانی قوتوں کی دجال کے ساتھ بھرپور امداد احادیث سے ثابت ہے۔کیا عجب کہ ابلیس کے مرکز میں ہی دجال مقید ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسے شیطانی سمندر اور شیطانی جزائر میں مقناطیسی کشش پیدا کرکے عام انسانوں سے مخفی کر رکھا ہو۔

دجالی شعبدوں کی دو تشریحات:

احادیث میں دجال کو دیے گئے جن محیر العقول شعبدوں کا ذکر آتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ ان کا تعلق بھی انہی مقناطیسی لہروں یا لیزر شعاعوں سے ہے۔ان شعاعوں کے ذریعے وہ کام کیے جاسکتے ہیں جن کو دیکھ کر کمزور ایمان اور ناقص علم والے تو جھوٹے خدا کو سچا ماننے میں دیر نہیں کریں گے۔یہ کام دو طرح کے ہوسکتے ہیں:

(1) بعض میں تو حقیقت وہ ہوگی جو دکھائی دے رہی ہے۔یعنی ان شعاعوں کو کسی انسان یا انسانوں کے مجمع پر ڈالا جائے تو وہ پگھل کر غائب ہوجائے گا۔کھیتوں پر ڈالا جائے تو سرسبز کھیت جل کر راکھ ہوجائیں گے اور بنجر کھیت لہلہانے لگیں۔مادرزاد اندھے کی بینائی لوٹا دینا، لاعلاج امراض کا علاج کردینا، جاندار کو مار ڈالنا یا غائب کردینا وغیرہ وغیرہ۔یہ سب کچھ ان شعاعوں کے ذریعے پلک جھپکتے میں ممکن ہوگا۔

(2) دوسری قسم وہ ہے جس میں نظر بندی ہے۔حقیقت وہ نہیں ہوگی جو نظر آرہی ہے۔مثلاً: کثیر المنزلہ عمارتوں، دیوہیکل جہازوں کو غائب کردینا۔سمندر کی تہہ میں یا زمین کی گہرائی میں موجود پلیٹوں کو ہلا کر زلزلہ پیدا کرنا۔زندہ انسان کو دو ٹکڑے کرنا اور پھر زندہ کردینا۔

یہودی سائنس دانوں نے ان شعاعوں کو جو ان دو شیطانی جزائر میں پائی جاتی ہیں، محفوظ کرنے اور حسب منشا استعمال کرنے میں ابتدائی کامیابی حاصل کرلی ہے۔یہ اس قدر طاقتور ذریعۂ توانائی ہے کہ موجودہ سائنس کی تمام ایجادات اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ہوائی جہاز کو تو چھوڑیں، اگر اس کو کار میں استعمال کیا جائے تو وہ مروّجہ روایتی توانائی سے چلنے والی کاروں سے لاکھوں گنا...... ہزاروں نہیں لاکھوں گنا...... تیز رفتاری سے چلے گی۔دجال جس قسم کی اُڑن طشتریوں پر سواری کرے گا اس میں یہی توانائی استعمال ہوگی۔اس کی حیرت انگیز شعبدہ بازیوں کی پشت پر یہی توانائی کارفرما ہوگی اور کمزور ایمان والوں کو گمراہ کرچھوڑے گی۔آج کل یہود آخری معرکے کی تیاری کررہے ہیں اور دنیا کا ذہن بنارہے ہیں کہ ’’نجات دہندہ‘‘ کی آمد قریب ہے۔عنقریب جیسے ہی وہ اس پر حسب منشا کنٹرول حاصل کریں گے، انسانیت کے خلاف فیصلہ کن جنگ کا بانگ دہل اعلان کردیں گے۔ان کے خیال میں یہ ناقابل شکست ٹیکنالوجی ہے جو دجال کی ’’عالمی حکومت‘‘ کے قیام میں حائل ہر

دجال کا مقام

رکاوٹ کو بہالے جائے گی۔...... بلکہ وہ تو اس سے بھی آگے کی سوچ رہے ہیں کہ یہ لیزر ٹیکنالوجی ان کو موت پر قابو دلوا دے گی کیونکہ موت ان کے لیے یقینی طور پر جہنم کا دروازہ ہے......اور سنیئے! حقیقت یہ ہے کہ وہ اس سے بھی آگے کی سوچ رہے ہیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اللہ ربّ العزت کو قتل کر کے زمین و آسمان کی بادشاہت اپنے نام کرلیں۔لیکن ان کی غلطی یہ ہے کہ وہ اس موقع پر بھول جاتے ہیں کہ سب طاقتوں کے اوپر ایک طاقت موجود ہے۔شیطانی مادی طاقتوں کی جہاں انتہا ہوتی ہے، وہاں رحمانی روحانی طاقت کی ابتدا ہوتی ہے۔اللہ کو اپنی مخلوق سے محبت ہے خصوصاً اسے سجدہ کرنے اور اس کی خاطر جان دینے والے بے لوث جانثاروں سے اسے عشق ہے۔وہ ان کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔وہ ان شعاعوں کے مقابلے میں مجاہدین کے امیر حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسی شعاعوں کی طاقت دے گا کہ جہاں تک ان کی نظر جائے گی کافر مرتے جائیں گے اور دنیا کو برموداکی شعاعوں کا شعبدہ دکھانے والا دجال تو ان کو دیکھتے ہی پگھلنے لگے گا۔اور اس کے ساتھ موجود یہودیوں کو قلیل تعداد اور بے سروسامان مجاہدین ہر پتھر اور درخت کے پیچھے سے پکڑ پکڑ کر برآمد کرلیں گے اور چن چن کر ختم کریں گے۔یہودیت،شیطنت اور دجالیت ہمیشہ اس حقیقت کو بھول جاتی ہے۔اس کو مادی طاقت کا زعم رہتا ہے اور دنیا بھی ان کی طاقت سے مرعوب ہوکر خدائی احکام اور جہاد فی سبیل اللہ سے منہ موڑ لیتی ہے۔یہ انسانیت کی بدقسمتی ہے۔جو حشر ہوش ربا یہودی اور اس کی ہم نوا صہیونی طاقت کا افغانستان میں ہو رہا ہے۔وہی حشر دجال کی ''ناقابل شکست ٹیکنالوجی'' کا آرمیگاڈون کے میدان میں ''افیق'' کی کھائی میں ہوگا۔

دجالی شعبدوں کو ناکام بنانے کا طریقہ:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن صیاد سے فرمایا تھا:''اِخسَأ! لَن تَعدُوَ قَدرَكَ'' یعنی مردود تو اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ابن صیاد جیسا دجال اصغر ہو یا یہودیوں کا مسیحائے منتظر دجال اکبر، دونوں کو ربّ تعالیٰ ایک حد سے آگے کی نہ طاقت دیں گے نہ اپنی مخلوق کے لیے اسے ایک حد کے بعد آزمائش بنائیں گے۔دجال کی یہ شعاعیں اس مسلمان کے آگے قطعاً بیکار رہوں گی اور اس کو نہ نقصان پہنچا سکیں گی نہ اس کی نظر بندی کرسکیں گی جو:

(1) سورۂ کہف کی (یا اس کی ابتدائی یا آخری دس آیات کی) تلاوت کرے گا۔(2) تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل (تیسرا اور چوتھا کلمہ) کا ورد کرے گا۔(3) اور جو دجال کے منہ پر تھوک کر اس کے خلاف علم جہاد بلند کرے گا۔جہاد وہ بے مثال ٹیکنالوجی ہے جو یہود کی صدیوں کی محنت سے حاصل کردہ سائنسی ٹیکنالوجی کو ایک ہلّے میں بہا کرلے جائے گی اور ان کے پلّے سوائے ذلت ورسوائی کے کچھ نہ چھوڑے گی۔جب تمام دنیا نے امریکا سے شکست کھالی تھی تو طالبان نے جہاد کی بدولت اسے اس کی اوقات یاد دلادی۔عنقریب جب تمام روشن خیال دنیا دجال کو خدا تسلیم کرچکی ہوگی کہ خراسان کے کالے جھنڈے والے اس کی جھوٹی خدائی کا پردہ چاک کرڈالیں گے۔کاش! مسلمان اس دن کی تیاری ابھی سے کریں۔تقویٰ اور جہاد۔تقویٰ اور جہاد۔تقویٰ اور جہاد......اے اہلِ اسلام! تقویٰ اور جہاد۔ان دو چیزوں کو دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔

بات یہ ہے:

دجال کہاں ہے؟ یہ سوال اسرار ورموز کے دبیز پردے کے پیچھے چھپا تھا۔اب جیسے جیسے اس کے ظہور کا وقت قریب آرہا ہے، ایسا لگتا ہے اللہ تعالیٰ ابلیسی اور دجالی

دجال کا مقام

قوتوں کے ٹھکانے کو کچھ کچھ نہ آشکارا کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال اس کا معلوم ہو یا نا معلوم، واضح ہو یا مبہم، معلوم ہو کر بھی نا معلوم رہے یا بالکل مجہول رہے، بات یہ ہے جس چیز کو حدیث شریف میں جتنا بتایا گیا ہے، اس سے زیادہ جاننے میں یقیناً ہمارا فائدہ نہ تھا اس لیے اسے مبہم رکھا گیا۔ ہمیں اس ابہام کی تشریح کے پیچھے پڑنے کے بجائے اس مقصد پر نظر رکھنی چاہیے جو ابہام کا منشا تھا۔ یعنی دجال کے مسکن کی تعیین کے بجائے دجالی فتنے کے مقابلے کی تیاری۔ آج اگر ہمیں اس کا مسکن معلوم بھی ہو جائے تو نہ کوئی قبل از وقت اسے قتل کر سکتا ہے نہ اس جزیرے تک پہنچ سکتا ہے، البتہ جب دجال نکلے گا اور پوری دنیا میں دندنائے گا تو جس نے اس کے مقابلے کے لیے دنیا کی محبت سے جان چھڑا کر موت کی تیاری نہ کی ہوگی، حرام چھوڑ کر حلال کی پابندی نہ کی ہوگی، سورۂ کہف اور ذکر و تسبیح کی عادت نہ ڈالی ہوگی، اللہ کی ملاقات کا شوق دل میں پیدا نہ کیا ہوگا اور جہاد سے غافل رہا ہوگا، وہ اس کے فتنے کا شکار ہونے سے نہ بچ سکے گا۔ فتنے کا مرکز معلوم ہونا اتنا اہم نہیں جتنا فتنے کا شکار ہونے سے بچنے کی تیاری کرنا اور فتنے سے بچنا اتنا قابلِ قدر نہیں جتنا اس کے خاتمے کے لیے فیصلہ کن جدوجہد کا عزم کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان و استقامت کا اعلیٰ درجہ اور جدوجہد و جہاد کا لازوال جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

shared by: www.alkalam.pk